بریلویت کا ذہنی سفر

تالیف

ڈاکٹر ابوعدنان سہیل

دارالکتاب دیوبند

بریلویت کا ذہنی سفر

ڈاکٹر ابو عدنان سہیل

سابق لیکچرار:
جامعہ طبیہ دیوبند

ناشر

دار الکتاب دیوبند

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں!

تفصیلات

نام کتاب : ——— "بریلویت کا ذہنی سفر"

مؤلف : ——— ڈاکٹر ابو عدنان سہیل

تعداد صفحات : ——— ۳۴۴

طبع اوّل : ——— ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۰۰۲ء

کمپیوٹر کتابت : ——— یاسر ندیم کمپیوٹرس دیوبند
(فضل الرحمن القاسمی سدھارتھ نگری)

طباعت : ——— یاسر ندیم فوٹو آفسیٹ پریس دیوبند

یہ کتاب اس پتے پر بھی مل سکتی ہے :—
ڈاکٹر ابو عدنان سہیل، فیصل اسکرین پرنٹرس 145/14
نوری نگر، بہیڑی 243201 ضلع بریلی (یوپی)

ناشر
دار الکتاب دیوبند

فہرست مضامین

باب ۱ ..... ۱۹
- احمد رضا خاں بریلوی کا رجحان طبع اور خاندانی پس منظر ۱۹
- احمد رضا خاں بریلوی اور شیعی نظریات ۲۵

باب ۲ ..... ۵۳
- یہودی سازش اور دنیائے اسلام ۵۴
- ملت اسلامیہ اور نرغۂ یہود ۶۰
- باطنیت ایک شیعی تحریک ۷۳
- عقیدہ لولاک لما کی حقیقت ۷۸

باب ۳ ..... ۹۰
- سرچشمہ اسلام پر یہودی فکر کی یلغار ۹۶
- تفسیروں میں اسرائیلی روایات / قصہ آدمؑ اور اسرائیلیات ۱۰۴
- کشتی نوح اور اسرائیلی روایات / عوج بن عنق ایک فرضی کردار ۱۰۸/۱۱۰
- مسخ صورت کی روایت کی اصلیت ۱۱۲
- قصہ حضرت یوسفؑ اور اسرائیلی خرافات ۱۱۴

باب ۴ ..... ۱۱۹
- علم الاعداد یا جفر اور اہل تشیع / اسم اعظم اور اہل تشیع ۱۲۰/۱۲۸
- تعویذ اور اس کی شرعی حیثیت / علم الاعداد کی نیرنگیاں ۱۳۰/۱۳۸
- استخارہ کی شیعی تعلیم اور احمد رضا خاں بریلوی ۱۴۶
- اسلامی نام اعداد کے شکنجے میں ۱۵۴

باب ۵ ..... ۱۵۷
- ملت اسلامیہ انتشار کی دہلیز پر ۱۵۸

عقائد کی تبلیغ وتشہیر میں معروف تھے، صوفیوں کا بہروپ بنا کر مسلمانوں کی صفوں میں گھسنے کے بعد رفتہ رفتہ مسلمانوں کو غیر اسلامی شیعہ عقائد سے مانوس کیا۔ اپنی ان کوششوں کے ذریعہ وتصوف کے پردہ میں اپنے معتقد مسلمانوں کے اندر الحاد، بے دینی کی اشاعت اور شیعی عقائد شرک وبدعت کی اشاعت میں کامیاب ہوگئے۔ شیعوں کے مخصوص عقائد مثلاً تثلیث (اللہ، محمدؐ اور علیؓ کا ایک ہی وجود ہونے کا نظریہ) تجسیم (اللہ کا انسانی جسم میں آنا) کفارہ، حلول، الوہیت علیؓ، رجعت، بداء، اتحاد، تناسخ ارواح اور قدامت مادّہ وغیرہ جو شیعی لٹریچر کی جان ہیں، انہیں قرامطہ باطنیہ کی کوششوں کے نتیجہ میں تصوّف کی بہت سی کتابوں میں داخل ہوگئے اور پھر بدعت پسند نام نہاد پیروں اور شیعیت زدہ مشائخ کے مفلوظات اور کتبِ تصوّف میں ان عقائدِ باطلہ کا ذکر اور ذہنی وابستگی دیکھ کر عوام الناس انہیں ہی اصل اسلام سمجھنے لگے ــــ!!

مثال کے طور پر ایک صوفی بزرگ سید سلامت علی شاہ قادری کی تصنیف ''حقائق ومعارف القدر'' کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت علیؓ کو ''وصیِ نبی'' مانتے تھے۔ حالانکہ یہ عقیدہ اہلِ سنت والجماعت کے اجماعی عقائد کے سراسر خلاف ہے کہ حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ''وصی'' یعنی جانشین تھے۔ یہ عقیدہ تو عبداللہ ابن سبا یہودی کی اختراع اور اہلِ تشیع کے مذہب کی جڑ بنیاد ہے۔ جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ حضرت علیؓ وصی رسولؐ تھے تو وہ دوسرے لفظوں میں خلفائے ثلاثہ یعنی حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کو بلاشبہ ''غاصب'' تسلیم کرتا ہے۔ خواہ وہ مصلحتاً یا تقیہ کے طور پر زبان سے اس کا اقرار کرے یا نہ کرے ــــ!

سید سلامت علی شاہ قادری کی مذکورہ بالا کتاب کا آغاز اس جملے سے ہوتا ہے۔

''ہدیہ سلام علیٰ دریائے ولایت علی، وصی نبی وعلی ذریتہ الحسن والحسین ــــ الخ''

صفحہ نمبر ۶ پر اس کتاب میں یہ فارسی رباعی لکھی ہوئی ہے۔

یارب برسالتِ رسول الثقلین   یارب بغز کنندۂ بدر وحنین
عصیان رامرادوحصہ کن درعرصات   نیمے بحسن بخش ونیمے بہ حسین!

پوری کتاب میں حضراتِ شیخینؓ کا کہیں تذکرہ نہیں ہے ان پر ہدیۂ سلام بھیجنا تو دور کی بات ہے!

اپنی اسی کتاب ''حقائق ومعارف القدر'' کی دوسری جلد میں سید سلامت علی شاہ قادری غیر اسلامی ''شیعہ عقیدہ'' درج کرتے ہیں۔

''معدن الجواہر میں ایک روایت نقل کی گئی ہے کہ مقتدائے زماں امین خاں سے منقول ہے کہ ایک رات میں اپنے گھر میں بیٹھا تھا کہ حضرت قطبی ابوالفتح شاہ شمس الدین، شیخ محمد شریف قادری ملتانی کو دیکھا کہ دایاں ہاتھ بند کئے میرے سامنے کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میری ہتھیلی کو دیکھو۔ جب میں نے حکم کی تعمیل میں ادھر دیکھا تو پوچھا۔ کیا نظر آیا......؟ میں نے کہا۔ محمدؐ۔ فرمایا اب پھر دیکھو۔ میں نے پھر ہتھیلی کی طرف دیکھا۔ فرمایا چہ دیدی؟ یعنی کیا دیکھا؟ میں نے کہا علیؓ۔ فرمایا پھر دیکھو۔ میں نے تعمیلِ ارشاد کی۔ پوچھا۔ کیا دیکھا؟ میں نے کہا عبدالقادر جیلانی کو دیکھا۔ فرمایا تجھ پر لازم ہے کہ کبھی ان تینوں میں فرق نہ کرنا۔ محمدؐ، علیؓ اور عبدالقادر جیلانی بظاہر تین وجود نظر آتے ہیں مگر باطناً (یعنی باعتبار باطن) ایک ہی وجود ہیں اور معیّت تام رکھتے ہیں۔ مبارک ہے وہ جو یہ اعتقاد رکھے اور ناقص ہے جو اس کے خلاف سمجھے۔'' {۱} (یعنی ان تینوں کو علیحدہ علیحدہ ہستی سمجھتا ہو)

ایک اور صوفی بزرگ، سلطان العارفین، بُرہان الواصلین ملا سلطان محمد گنابادی کی تصنیف ''ولایت نامہ'' میں یہ غیر اسلامی اور ''شیعی عقیدہ'' ملتا ہے۔

قبول رسالت بیعت کردن است بر قبول احکام ظاہری، وقبول ولایت بیعت کردن است برقبولِ احکام باطنی۔ اول را اسلام وثانی را ایمان می گویند۔	رسالت پر ایمان لانا احکامِ ظاہری کے قبول کرنے کی بیعت ہے اور ولایت کے نظریہ پر یقین کرنا باطنی احکام کے قبول کرنے کے مترادف ہے۔ رسالت محمدی

{۱} ''حقائق ومعارف القدر'' سید سلامت اللہ قادری ج ۲ ص ۱۳۷۔

وچوں قبول رسالت بجہت وصول بسوئے ولایت است کہ فرمود : وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ یَمُنُّ عَلَیْکُمْ اَنْ ھَدَاکُمْ لِلْاِیْمَانِ۔ وفرمود وَ اِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ۔ یعنی رسالت تو مقدمہ ولایت علی علیہ السلام است اگر تبلیغ رسالت نہ کردی وبیعت بولایت علی نہ گرفتی، ہیچ تبلیغ رسالت نہ کردہ۔ کہ مقدمہ بدون ذی مقدمہ وجودش با عدم مساوی است وبملاحظہ حیثیت رسالت و ولایت بحدیث دادہ کہ لولا علیّ لما خلقتک۔" {۱}

قبول کرنا اسلام ہے اور ولایتِ علی کے نظریہ پر یقین کرنے کا نام ایمان ہے۔ اور رسالتِ محمدی کو قبول کرنا ولایتِ علی کے تسلیم کر لینے کی سمت پہلا قدم ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ "اللہ نے تم پر احسان کیا کہ تمہیں ایمان کی طرف رہنمائی کی۔" دوسری آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے محمد! اگر تو نے ولایتِ علی کی تبلیغ نہیں کی اور بیعتِ علی کے لئے نہیں لی تو رسالت کی تبلیغ بالکل نہیں کی۔ کیونکہ تیری رسالت مقدمہ ہے ولایت علی کا۔ اور اگر مقدمہ بغیر ذی مقدمہ کے ہو تو اس کا وجود وعدم مساوی ہیں۔ اور رسالت وولایت کی حیثیت کو مدنظر رکھ کر اس حدیث میں نسبت دی گئی ہے کہ اگر علی پیدا نہ ہوتے تو اے محمدؐ! میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا—!

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ ولایت، نبوت سے افضل ہوتی ہے کیونکہ ایمان بہر حال افضل ہے اسلام سے۔ نیز یہ کہ جب تک کوئی شخص حضرت علیؓ کی ولایت پر ایمان نہ لائے مومن نہیں ہو سکتا۔ تیسری اور اہم بات یہ کہ رسالتِ محمدی کی اپنے طور پر کوئی قدر و قیمت نہیں اور نہ وہ مقصود بالذات ہے بلکہ وہ مقدمہ ہے ولایت علیؓ کا۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے کہ رسالت ذریعہ یا واسطہ ہے حصولِ مقصد کا۔ اور وہ مقصد ہے "گرفتن بیعت ولایتِ علی" ظاہر ہے کہ مقصد افضل ہوتا ہے واسطہ یا وسیلہ سے۔ اسلئے ولایت افضل ہے رسالت سے۔ اور صاحبِ ولایت افضل ہے صاحبِ رسالتؐ سے—! واضح لفظوں میں یوں سمجھ

{۱} "ولایت نامہ" ملا سلطان محمد گنابادی ص ۳۵۔
"اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش" پروفیسر یوسف سلیم چشتی ص ۸۳ (دہلی)

کہ حضرت علیؓ افضل ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے—!! (نعوذ باللہ من ذالک)

اگر یہ خیالات وعقائد ان کی کتاب میں اہل تشیع کی تدسیس کا نتیجہ نہیں تو پھر بصورتِ دیگر "سلطان العارفین" کے شیعہ ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں رہتا—!!

قاضی نور اللہ شوستری نے اپنی مشہور تصنیف "احقاق الحق" میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شبِ معراج سے متعلق یہ روایت درج کی ہے :—

اذا سمعت النداء من قبل اللّٰه یا محمد من تحبّ ان تکون معک فی الارض۔ فقلت احب من یحبہٗ العزیز الجبّار ویأمر بمحبتہٖ فسمعت النداء من قبل یا محمد احب علیاً فانی احبہٗ واحب من احبّہ فبکیٰ جبریل وقال لو ان اھل الارض یحبّون علیاً کما تحب اھل السماء ما خلق اللّٰه النار۔ {۱}

شبِ معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے سامنے یہ ندا سنی کہ اے محمدؐ! تو کس سے محبت کرتا ہے کہ دنیا میں تیرا رفیق ہو؟ حضورؐ نے فرمایا میں اس سے محبت کروں گا جس سے العزیز الجبار محبت کرتا ہے اور اسکی محبت کا مجھے حکم دے۔ پس آپؐ نے اللہ کے سامنے یہ ندا سنی کہ اے محمدؐ! تو علیؓ سے محبت کر کیونکہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ یہ سن کر جبریل رونے لگے اور بولے۔ اگر اہل زمین بھی علی سے ایسی ہی محبت کرتے جیسے اہل آسمان ان سے محبت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ دوزخ کو پیدا ہی نہ کرتا—!

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ مومنین کی یہ خصوصیت بیان فرماتا ہے کہ وَ الَّذِیْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبّاً لِّلّٰہِ ط یعنی جو لوگ مومن ہیں وہ سب سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ ہی سے کرتے ہیں۔ لیکن دشمنانِ اسلام یہود نے مسلمانوں کی اس خصوصیت کو ختم کرنے کیلئے سبائیت اور الہیت کے روپ میں مسلمانوں پر یہ ظلم کیا کہ اللہ کے بجائے حضرت علیؓ کو ان کی محبت کا مرکز بنایا اور اس مقصد کے لئے بہت سی باطل روایات وضع کی گئیں، پھر یہ روایات گمراہ والوں اور موجودہ دور میں بریلویت کے پلیٹ فارم سے مسلمانوں میں پھیلا دی گئیں۔

(۱) "احقاق الحق" قاضی نور اللہ شوستری، ج ۷، ص ۱۵۲۔

اور لوگوں نے ان جھوٹی روایات پر یقین و اعتماد کر کے انہیں اپنا عقیدہ بنا لیا ——!

شاہ نیاز احمد بریلوی جو چشتیہ سلسلے کے بزرگ کہلاتے ہیں۔ بریلی میں ان کی خانقاہ ہزاروں عقیدت مندوں کا وہاں ہجوم لگا رہتا تھا۔ بقول غلام سرور صاحب "خزینۃ الاصفیا" ان کے حلقہ ارادت میں بے شمار خلقت داخل تھی اور دور دراز کے ملکوں اور علاقوں میں کابل، قندھار، بلخ، شیراز اور بدخشاں وغیرہ سے بے شمار لوگ ان کی خدمت میں فیض حاصل کرنے کے لئے آتے تھے۔ شاہ نیاز احمد بریلوی جو اردو زبان کے مسلم الثبوت شاعر تھے مصحفی کے استاذ بھی تھے نہایت سنگلاخ زمین میں بہت ہی بے تکلفی سے شعر کہتے تھے انہوں نے اپنے دیوان میں جو مناجات لکھی ہے، اس میں حضرت علیؓ کو شیعوں کی طرح "وصی نبی" تسلیم کیا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بحق "دوزدہ آئمہ معصومین شیعہ" التجا کی ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو بھی واسطہ بنایا ہے۔ مگر افضل الصحابہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا کہیں تذکرہ نہیں۔ اس مناجات کا ایک شعر ملاحظہ فرمایئے۔ ع بحق امام علی مرتضیٰ وصی نبی و ولی خدا

اپنی ایک غزل میں وہ اسی عقیدے کا اظہار یوں کرتے ہیں ——

ولیؔ حق، وصی مصطفیٰ دریائے فیضانے امام دو جہانے قبلہ دینے و ایمانے!!

اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ شاہ نیاز احمد بریلوی کے نزدیک حضرت علیؓ نہ صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں بلکہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کے صحیح مستحق بھی آپ ہی ہیں کیونکہ حضرت علیؓ نہ صرف یہ کہ فیض کے دریا ہیں بلکہ دونوں جہان کے امام بھی وہی ہیں اور دین کا قبلہ ہونے کا فخر بھی صرف انہیں کو حاصل ہے نیز مرکزِ ایمان بھی آپ ہی کی ذاتِ گرامی ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب بظاہر سُنّی تھے مگر اصلیت میں وہ شیعہ تھے۔ انہوں نے اپنے پورے دیوان میں کسی جگہ صدیقِ اکبرؓ یا فاروقِ اعظمؓ کا ذکر نہیں کیا ہے——!!

شیخ نظام الدین چشتی اورنگ آبادی، جو شاہ کلیم اللہ دہلوی کے عزیز ترین مرید اور خلیفہ تھے انہیں کی ہدایت پر دکن چلے گئے تھے۔ وہاں انہوں نے سلسلہ نظامیہ کی شاندار خانقاہ قائم کی تھی ان کی کتاب "نظام القلوب" میں جہاں بہت سے اذکار لکھے ہیں وہاں یہ وظیفہ بھی درج ہے۔

{ } "اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش" پروفیسر یوسف سلیم چشتی ص ۱۱۸-۱۱۹۔

"ذکر پنج فرقی —— جانب ایمن یا محمدؐ جانب الیسر یا علیؓ، جانب بالا یا فاطمہؓ در پیشِ یا حسنؓ در دل یا حسینؓ۔" { ۱ }

ذکر پنج فرقی یہ ہے کہ داہنی طرف رخ کر کے یا محمدؐ! کہے اور بائیں جانب مڑ کر یا علیؓ! کی صدا بلند کرے، آسمان کی طرف رخ کر کے یا فاطمہ! کی آواز بلند کرے اور سامنے دیکھتے ہوئے یا حسنؓ! کا ورد کرے اور دل میں حسینؓ کو یاد کرے!

یہ ذکر یا وظیفہ جو شیخ نظام الدین چشتی اورنگ آبادی کی کتاب میں ملتا ہے، شیعوں کے عقیدہ "پنج تن پاک" کا آئینہ دار ہے اور سراسر ارشادِ الٰہی کے خلاف ہے کیونکہ قرآن مجید میں ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی ذاتِ اقدس کے لئے ہی خاص فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ط (الجمعہ : ۱۰)

تم اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو تاکہ تمہیں فلاح نصیب ہو——!

اللہ تعالیٰ نے کسی بھی جگہ پر غیر اللہ کے ذکر کا حکم نہیں دیا ہے۔ سارا قرآن شرک کی مذمت اور توحید کی تلقین سے بھرا پڑا ہے۔ کلمہ طیبہ کو ہی لے لیجئے۔ اس کا مطلب ہے کہ پہلے غیر اللہ کی نفی کرو پھر اللہ کا اثبات کرو۔ غیر اللہ میں کوئی قدرت و طاقت نہیں۔ یہ ذکر پنج فرقی اس کی تلقین کر سکتا ہے جو غیر اللہ کو قادر یقین کرتا ہو——! اللہ تعالیٰ نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلق ذکر کرنے کا بھی حکم نہیں دیا ہے تو پھر دوسرے کس شمار و قطار میں ہیں——؟؟

سید محمد گیسو دراز جن کا مزار "گلبرگہ" سرزمین دکن میں ہے۔ انکی مشہور تصنیف "جوامع الکلم" کے صفحات پر ہمیں یہ عقیدہ ملتا ہے۔

"خلافت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر دو گونہ است یکے از خلافتِ صغریٰ کہ مراد از خلافتِ ظاہری است، دوم خلافتِ کبریٰ کہ مراد از خلافت باطنی است و مخصوص بحضرت علیؓ است۔"

آنحضرت ﷺ کی خلافت دو قسم کی ہے ایک خلافتِ صغریٰ جس سے مراد خلافت ظاہری ہے اور دوسری خلافتِ کبریٰ جس کا مطلب خلافتِ باطنی ہے۔ اور یہ مخصوص ہے حضرت علیؓ کیساتھ۔" { ۲ }

(۱) "نظام القلوب" شیخ نظام الدین چشتی اورنگ آبادی ص ۳۰ (مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۰۹ء۔
(۲) "جوامع الکلم" سید گیسو دراز (بحوالہ "اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش" ص ۱۱۴۔

حالانکہ قرآن مجید میں خلافتِ ارضی کے علاوہ نہ تو صغریٰ کا ذکر ہے نہ کبریٰ کا۔ اور نہ ظاہری کا بیان ہے نہ باطنی کا۔ اہل علم جانتے ہیں کہ باطنیت کا تصوّر صحابہ کرامؓ کے زمانے میں پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔ یہ تو سبائیہ، اسمٰعیلیہ، قرامطہ، باطنیہ، کے دماغوں کی اُپج ہے اور اسی لئے انہیں ''باطنیہ'' کہتے ہیں۔ سید بندہ نواز گیسو دراز جیسے بزرگ طریقت کی کتاب میں یہ خلاف شرع شیعی عقیدہ درج ہونا اہل تشیع کی ہاتھ کی صفائی اور کاریگری کا نمونہ ہی کہا جا سکتا ہے—!

بہر نوع! اہل تشیع کی چیرہ دستیوں اور ملتِ اسلامیہ کی صفوں میں ان کی رخنہ اندازیوں کی داستان بے حد طویل اور دردناک ہے۔ اہل سنت کی کتابوں خصوصاً کتب تصوف میں ان ظالموں نے جو تدسیس اور ردّ و بدل کر کے ان میں اپنے مخصوص عقائد شامل کر رکھے ہیں ان سے نہ صرف یہ کہ ان کتابوں کے لکھنے والے تمام قابلِ احترام بزرگان تصوف کی شبیہ داغ دار ہوئی ہے بلکہ ان کی نسبت سے ایسی تمام شیعی خرافات نے عوام الناس خصوصاً ان بزرگوں کے مریدین و منتسبین کے عقائد میں بگاڑ اور ان کے درمیان شرک و بدعت کے شیوع میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ہمارا ''حسن ظن'' اگرچہ ان بزرگوں کی نسبت سے ایسی خلاف شریعت باتوں کی نفی کرتا ہے، تاہم ان کی کتابوں میں ان خرافات کا وجود، اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ دشمنانِ اسلام اہل تشیع کی دست برد سے نہ تو ہمارے بزرگوں کی کتابیں محفوظ رہ سکیں اور نہ ذخیرۂ احادیث اور تفاسیر قرآن— ہر جگہ ان یہود صفت اہل تشیع نے اسلام کی تعلیمات کو مسخ کرنے اور مسلمانوں کے عقیدہ و عمل کے مستحکم قلعہ میں شگاف ڈالنے کی مذموم کوششیں کی ہیں۔

کیا کیا لٹا ہے تیرہ نصیبی کے دور میں
گھر میں کوئی چراغ جلے تو پتہ چلے!

آئندہ صفحات میں ہم ان شاء اللہ العزیز دشمنانِ اسلام یہود اور اہل تشیع کی قرآن کی تفاسیر اور ذخیرۂ احادیث میں دراندازی کی کوششوں کی نشاندہی کریں گے—! واللہ المستعان

باب ۳

سرچشمۂ اسلام پر یہودی فکر کی یلغار